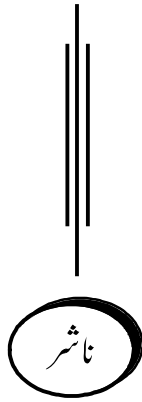


(© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

نام کتاب	:	اصلاح معاشرہ
مصنف	:	مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب
اشاعت سوم	:	مارچ ۲۰۱۳ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
کمپوزنگ	:	مرکزی دفتر بورڈ، نئی دہلی (فیضان احمد ندوی)
پروف ریڈنگ	:	وقار الدین لطیفی
صفحات	:	۱۲
قیمت	:	۱۵ روپے



مرکزی دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ - نئی دہلی

اصلاح معاشرہ

از

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی
استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

شائع کردہ

دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

76A/1، مین مارکٹ، اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی - ۲۵

Ph: +91-11-26322991, Telefax: +91-11-26314784

E-mail: aimplboard@gmail.com / www.aimplboard.in

ابتدائیہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی اصلاح معاشرہ تحریک کے سلسلہ میں مولانا محمد برہان الدین صاحب سنبھلی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ورکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ رسالہ عوام کی واقفیت کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ علماء کرام ان جلسوں میں اور ائمہ مساجد جمعہ کے خطابات میں مسلم معاشرہ کی اصلاح کے موضوع کو سامنے رکھیں اور ایک صالح اسلامی معاشرہ کی تعمیر کے لئے مسلم پرسنل لا، مسلمانوں کے عائلی قانون، نکاح، طلاق، وراثت، مہر، نفقہ، حضانت، وصیت، ولایت وغیرہ مضامین کو لوگوں کے سامنے بیان کریں! تاکہ جہالت کی وجہ سے لوگ غلط راستہ پر نہ جائیں اور دوسروں کو بھی غلط فہمی پیدا کرنے کا موقع نہ رہے۔ امید کہ یہ رسالہ اس مقصد میں مفید ثابت ہوگا۔

سید نظام الدین

(جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

فہرست

۴ ابتدائیہ
۵ معاشرہ کی اصلاح سے متعلق کچھ ضروری باتیں
۵ نکاح
۷ زوجین کے حقوق و فرائض
۸ تعلقات خراب ہونے کی صورت میں کیا ہونا چاہئے
۹ طلاق کب اور کیسے دی جائے
۱۰ طلاق کے اسباب دور کرنے کی کوشش
۱۰ طلاق کے بعد شوہر کی ذمہ داریاں
۱۱ ترکہ کی تقسیم

معاشرہ کی اصلاح سے متعلق کچھ ضروری باتیں

اہل علم جانتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے، جس کی تعلیمات و ہدایات انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں، پیدائش سے لے کر وفات تک جتنے مراحل آتے ہیں، ان سب کے لئے احکام و ضوابط موجود ہیں، اس وقت ان تمام احکام کا بیان اور پیش کرنا مقصود نہیں، صرف اس حصہ کا ذکر مقصود ہے، جو شادی بیاہ، طلاق و وراثت وغیرہ سے متعلق ہے، جسے عام طور پر ”عائلی نظام“ کہتے ہیں؛ کیونکہ آج کل اس کی خلاف ورزی عام ہو رہی ہے، جس کے نتیجے میں مسلمان دنیا میں بھی سخت پریشانی کا شکار ہو رہا ہے اور آخرت میں بھی باز پرس اور سزا کا خطرہ ہے، عائلی قوانین کی پابندی نہ کرنے کی ایک وجہ مسلمانوں کی ان قوانین سے لاعلمی بھی ہے؛ اس لئے بھی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ان کا مختصر انداز میں تذکرہ کر کے عام مسلمانوں کو باخبر کیا جائے۔

اس قسم کے قوانین (عائلی قوانین) کی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لئے تنہا یہ بتا دینا کافی ہوگا کہ قرآن مجید کی چھ سورتوں - بقرہ، نساء، نور، احزاب، ممتحنہ، اور طلاق - میں تقریباً چالیس آیتوں کے اندر یہ بیان ہوئے ہیں اور ان احادیث نبویہ کا تو شمار ہی مشکل ہے، جن میں اس قسم کے احکام و ہدایات دی گئی ہیں، ان میں سے جو بہت اہم ہیں، ان پر علیحدہ علیحدہ یہاں گفتگو کی جا رہی ہے۔

نکاح

سب سے زیادہ شرعی قوانین کی خلاف ورزی؛ بلکہ پامالی نکاح یعنی شادی بیاہ

کے موقع پر کی جاتی ہے اور عجیب قابل افسوس بات ہے کہ شادی کے موقع پر ہر ایک عزیز کو راضی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے؛ حتیٰ کہ ملازموں، خادموں اور نوکروں کو بھی۔ مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کرنے کے بجائے شرعی احکام کی خلاف ورزی کر کے ناراض کیا جاتا ہے؛ حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ ایسے موقع پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنے کی پوری کوشش کی جاتی (خواہ اس کے نتیجے میں کوئی بھی ناراض ہوتا، شادی کے موقع پر عورت (دلہن) پر شرعاً کوئی خرچ لازم نہیں ہے، نہ جہیز، نہ بارات کو کھانا کھلانا، یا باراتیوں کی خاطر مدارات کرنا؛ بلکہ لڑکے (دولہا) کی یا اس کے سر پرستوں کی طرف سے، ہونے والی بیوی (دلہن) یا اس کے سر پرستوں (باپ وغیرہ) سے جہیز کا، یا بارات کو کھانا کھلانے کا یا ان کی خاطر مدارات کرنے کا مطالبہ کرنا یا انہیں اس پر مجبور کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ اگر بارات کے لئے کھانے یا ناشتہ کا لڑکی یا اس کے سر پرستوں نے جبراً انتظام کیا تو اس کا کھانا کسی باراتی یا دولہا اور اس کے رشتہ داروں تک کے لئے جائز نہیں ہوگا، اسی طرح اگر فرمائش کر کے جہیز لیا گیا یا نقد رقم لی گئی تو وہ بھی مرد (دولہا) کے لئے لینا جائز نہیں، نہ اس کا استعمال کرنا جائز ہے بلکہ شرعاً اسے واپس کرنا ضروری ہوگا، نکاح کے وقت جو اور بہت سی رسمیں - غیر مسلموں کے دیکھا دیکھی - مسلمانوں میں رواج پا گئی ہیں، ان سے بھی بچنا لازم ہے، مثلاً گانا، باجا، ”ویڈیو“ کا استعمال، غیر محرم مردوں اور عورتوں کا ایک ساتھ بیٹھنا، اٹھنا، کھانا پینا، غیر محرم مردوں کے سامنے عورتوں کا بے حجاب سامنے آنا وغیرہ۔ نکاح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ چند مسلمانوں کم از کم دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول ہو؛ چونکہ عورت (دلہن) گھر کے اندر ہوتی ہے؛ اس لئے ایک مرد اس کی منظوری لے کر آئے (ایجاب کرائے) اور اس وقت دو اور مردوں کو وہاں موجود رہنا چاہئے؛ تاکہ وہ ایجاب کی تصدیق کر سکیں اور ضرورت پڑے تو گواہی دے سکیں۔ اجازت لینے والا شخص دولہا کے پاس آ کر دلہن کے ایجاب کو پہنچائے اور اسی

مجلس میں دولہا سے قبول کر لے، نکاح (ایجاب و قبول) کے وقت خطبہ پڑھنا بھی مسنون ہے، فرض نہیں ہے۔ نکاح ہونے کے بعد کھجور یا چھوڑا تقسیم کرنا بھی مستحب ہے۔

نکاح کے وقت ہی مہر مقرر ہونا چاہئے۔ جو نہ بہت کم ہو، نہ اتنا زیادہ کہ جس کا ادا کرنا شوہر کے لئے ناممکن ہو، مہر کی ادائے گی یا کم از کم اس کے کچھ حصہ کی ادائے گی فوراً ہو جائے تو بہتر ہے، آج کل چوں کہ روپیہ کی قیمت بہت جلد جلد گھٹتی بڑھتی رہتی ہے (گھٹتی زیادہ ہے) اس لئے اچھا یہ ہے کہ مہر سونے یا چاندی کی متعینہ مقدار میں مقرر کیا جائے، ویسے کسی بھی مالیت رکھنے والی چیز (خواہ غلہ ہو، جائیداد ہو، کپڑا ہو یا اور کوئی قیمتی چیز ہو بشرطیکہ متعین کی جاسکتی ہو) کو مہر مقرر کیا جاسکتا ہے، مہر کا ادا کرنا دوسرے قرضوں کی طرح ضروری ہے، مہر ادا کرنے کی جلد سے جلد کوشش کرنی چاہئے، عورت کی طرف سے رسمی اور دکھاوے کی معافی سے مہر معاف نہیں ہوتا، ہاں واقعہ خوشدلی سے بغیر کسی دباؤ اور دھونس کے وہ معاف کر دے تو معاف ہو سکتا ہے، نکاح کے وقت جو مہر مقرر کیا گیا ہے، اس میں اضافہ اور کمی بھی زوجین کی حقیقی رضامندی سے ہو سکتی ہے۔

نکاح کے بعد زوجیت کا عملی تعلق قائم ہو جانے یعنی صحبت، کے بعد ولیمہ کرنا مسنون ہے، اس میں نام و نمود اور دکھاوے کے لئے بہت سے لوگوں کو بلا کر کھلانا شرعاً پسندیدہ نہیں؛ بلکہ باسانی (بلا قرض لئے) جتنے لوگوں کو کھلایا جاسکے، غریبوں اور ناداروں کو اس میں ضرور دعوت دی جائے؛ کیونکہ جس میں صرف مالداروں اور دولت مندوں کو بلا یا جائے، غریبوں کو چھوڑ دیا جائے، اسے اللہ کے رسول ﷺ نے بدترین دعوت قرار دیا ہے۔

زوجین کے حقوق و فرائض

بیوی کے تمام اخراجات۔ کھانا، کپڑا، رہائش۔ شوہر کے ذمہ ہیں خواہ بیوی کتنی ہی دولت مند ہو اور شوہر غریب ہو۔ بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی (بلا وجہ اس کی دل شکنی

نہ کرنا) اللہ کے رسول نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، اسے بلا وجہ معقول ڈانٹ ڈپٹ کرنا شرعاً ممنوع ہے، اس کے عزیزوں، بالخصوص والدین کو بھی نامناسب انداز میں یاد کرنا جس سے بیوی کی دل آزاری ہو شرعاً ممنوع ہے، اس کی جائز اور مناسب باتوں پر روک ٹوک کرنا درست نہیں؛ البتہ ناجائز اور نامناسب باتوں پر روک ٹوک کرنی چاہئے، مثلاً بے پردہ گھومنے پھرنے، غیر محرم کے سامنے آنے سے منع کرنا چاہئے؛ کہنا نہ ماننے پر تنبیہ بھی کی جاسکتی ہے۔

بیوی کے ذمہ اپنے شوہر کی ہر جائز کام میں اطاعت کرنا اور اسے خوش رکھنا ہے، اس کے مال اور اولاد کی نگہداشت کرنا بھی بیوی کی ذمہ داری ہے خاص طور پر جب کہ شوہر موجود نہ ہو (سفر وغیرہ پر گیا ہو) اس وقت بیوی کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں، خلاف شرع کام کرنے پر ہر ایک دوسرے کو ٹوک سکتا ہے (مگر مناسب انداز میں اور فرق مراتب کا لحاظ رکھتے ہوئے)، کسی خلاف شرع کام میں اطاعت نہ کی جائے، چاہے اس پر شوہر ناراض ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً شوہر اگر غیر محرم کے سامنے آنے کے لئے اپنی بیوی سے کہے تو بیوی اس کی یہ بات نہ مانے، دونوں ایک دوسرے کی دلجوئی کی کوشش کرتے رہیں اور دل آزاری سے بچیں، ایک دوسرے کے عیبوں کو حتی الامکان چھپائیں۔

تعلقات خراب ہونے کی صورت میں کیا ہونا چاہئے

خدا نخواستہ اگر میاں بیوی میں سے کسی کو دوسرے سے شکایات پیدا ہو جائیں تو انہیں آپس میں ہی دور کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے، اس بارے میں شوہر کو اپنی بیوی سے اگر شکایات ہیں تو وہ بیوی کو پہلے سمجھائے بھائے، اس سے بھی شکایات دور نہ ہوں اور بیوی کے نامناسب رویہ میں تبدیلی نہ آئے تو وہ کچھ عرصہ کے لئے بیوی کی خواب گاہ سے علیحدہ سوئے، اس سے بھی کام نہ چلے تو ہلکی تنبیہ کر سکتا ہے، یہ علاج بھی کارگر نہ ہو تو دونوں

میاں بیوی کے قریبی رشتہ دار درمیان میں پڑ کر صلح صفائی کرانے اور دونوں کے تعلقات درست کرانے کی پوری کوشش کریں۔

طلاق کب اور کیسے دی جائے؟

یہ تدبیر بھی دونوں کے تعلقات خوشگوار بنانے میں بے اثر ثابت ہوں تو پھر صرف ایک طلاق دی جائے، وہ بھی ایسی صورت میں جب کہ عورت پاک ہو اور اس سے قریبی زمانہ میں، اسی پاکی کے زمانہ میں صحبت نہ کی ہو، اگر یہ پہلی طلاق ہے (یا دوسری) تو عدت پوری ہونے سے قبل تک شوہر کو حق رہتا ہے کہ وہ نیا نکاح کئے بغیر بھی جب چاہے اسے بیوی بنا لے، مثلاً وہ اس کے ساتھ اس طرح کا کوئی عمل کر لے، جو بیوی ہی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے، یا زبان سے کہہ دے کہ میں پھر بیوی بناتا ہوں، یا اس جیسی کوئی اور بات کر لے جس سے دوبارہ ازدواجی تعلقات قائم ہونے کا پتہ چلتا ہو؛ البتہ بہتر صورت یہ ہے کہ کم از کم دوسرے مسلم کے سامنے یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو واپس لیا اور بیوی کو بھی اس کی اطلاع کر دے۔

عدت مکمل ہونے کے بعد اس شخص کے لئے یہ عورت بالکل اجنبی ہو جائے گی، جیسے کہ نکاح سے پہلے تھی؛ البتہ عدت ختم ہونے کے بعد بھی دوبارہ نکاح کر کے بیوی بنا سکتا ہے (جس طرح پہلے، نکاح کر کے بیوی بنایا تھا)، عوام میں یہ غلط مشہور ہو گیا ہے کہ ”تین سے کم طلاق ہی نہیں ہوتی بلکہ وہ بیوی ہی رہتی ہے“، حالانکہ، جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا، عدت ختم ہونے کے بعد ایک طلاق دینے سے بھی وہ عورت بالکل غیر اور اجنبی ہو جاتی ہے؛ البتہ تین طلاقیں دینے سے خواہ ایک ساتھ دی گئی ہوں یا الگ الگ، دوبارہ نکاح کرنے کا اختیار بھی ختم ہو جاتا ہے؛ اس لئے ہرگز تین طلاقیں نہ دی جائیں، تین طلاقیں ایک ساتھ دینا بڑے گناہ کی بات ہے، اس سے دینی اور دنیاوی دونوں نقصانات ہوتے ہیں؛ اس لئے اس سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔

طلاق کے اسباب دور کرنے کی کوشش

عام طور سے معمولی معمولی باتوں کی وجہ سے طلاق دے دی جاتی ہے؛ حالانکہ معمولی بات پر دفعۃً ایک طلاق دینا بھی گناہ ہے، طلاق دینے سے پہلے وہ تدبیریں کرنی چاہئیں، جن کا ذکر ابھی ہوا۔ آج کل شرعی احکام سے غفلت اور بے دینی کی وجہ سے مردوں، بالخصوص نوجوانوں میں نشہ (ڈرگ) کی بُری عادت بھی اکثر طلاق کا سبب بن جاتی ہے اور لاٹری (جو درحقیقت شرعاً جو ہے) کے ٹکٹ خریدنے اور معمعے حل کرنے کے لئے فیس جمع کرنے جیسے اخراجات بڑھ جانے سے بہت سے شوہر اپنی بیویوں کے واجب حقوق ادا نہیں کر پاتا؛ اس لئے بھی طلاق کی کثرت ہو رہی ہے ان اسباب سے۔ جو خود اپنی جگہ بڑے گناہ ہیں اور خداوند تعالیٰ کو سخت ناراض کرنے والے ہیں۔ بچنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے؛ تاکہ دنیا و آخرت کی بربادی سے بچا جاسکے، شریعت نے شوہر اور بیوی دونوں کے انتخاب کے لئے دینداری کو سب سے زیادہ اہم اور قابل ترجیح وصف بتایا ہے، اس لئے شادی کے وقت ہی اس وصف کا خیال کیا جائے، اگر دیندار سے شادی ہو تو بہت سکون رہے گا۔

طلاق کے بعد شوہر کی ذمہ داریاں

طلاق خواہ ایک ہی ہو یا زیادہ، کے بعد عدت ختم ہونے تک مطلقہ (طلاق شدہ) عورت کے تمام ضروری اخراجات (کھانا، کپڑا، رہائش) طلاق دینے والے کے ہی ذمہ رہتے ہیں؛ البتہ تین طلاق کے بعد اس عورت کا طلاق دینے والے سے پردہ ضروری ہو جاتا ہے، اگر طلاق دینے والے کے گھر میں، طلاق دینے والے سے مطلقہ کے پردہ کا اہتمام نہ ہو سکتا ہو، یا اس سے کسی قسم کا خطرہ ہو تو مطلقہ عورت کہیں اور محفوظ جگہ مثلاً اپنے میکہ منتقل ہو سکتی ہے، اگر طلاق دینے والے شوہر سے اس مطلقہ کے چھوٹے بچے ہیں تو یہ

چھوٹے بچے (لڑکا سات سال کی عمر تک اور لڑکی بالغ ہونے تک) اپنی والدہ (مطلقہ عورت) کے پاس پرورش پانے کے حقدار ہوں گے اور ان بچوں کے تمام اخراجات باپ پر یعنی طلاق دینے والے پر ہی ہوں گے۔ اگر یہ مطلقہ بچوں کی ماں، بچوں کی پرورش کی خاطر اپنا نکاح کسی اور شخص سے نہیں کرتی ہے تو وہ جب تک پرورش کرتی رہے گی اس کے اور ان کے بچوں کے تمام ضروری اخراجات بچوں کے باپ کے ذمہ رہیں گے، ہاں! اگر وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے گی تو پھر اس کا بچوں کی پرورش کا حق ختم ہو جائے گا۔

ترکہ کی تقسیم

مسلمانوں کے اندر جن شرعی احکام کی خلاف ورزی کا رواج پڑ گیا ہے، ان میں غالباً سب سے زیادہ ترکہ کی تقسیم کے حکم کی خلاف ورزی کی جاتی ہے، اور یہ بُرائی نماز، روزہ جیسے شرعی احکام کے پابند بہت سے لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے (جو اور تکلیف دہ اور افسوسناک بات ہے) حالانکہ ترکہ شرعی مستحقین میں تقسیم کرنا بھی دیگر فرائض کی طرح ایک اہم فریضہ ہے، خود قرآن مجید میں اسے ”فریضہ“ قرار دیا گیا ہے اور ترکہ سے متعلق تفصیلی احکام بھی قرآن مجید کے اندر (سورہ نساء میں) بیان ہوئے ہیں، عام طور پر اس بارے میں کوتاہی عورتوں کو بالعموم مرنے والے کی بیٹیوں اور بہنوں کو ترکہ سے محروم رکھ کر کی جاتی ہے، کسی بھی ترکہ کے مستحق کو ترکہ نہ دینا اور اس کا حصہ دبا لینا ایسا ہی ہے جیسے کسی کا مال غصب کر لینا یا زبردستی چھین لینا، اس کا استعمال غیر مستحق کے لئے حرام ہے اور حرام مال استعمال کرنے والے کے نماز اور روزے بھی قبول نہیں ہوتے، خوفِ آخرت کے پیش نظر ترکہ کے مسائل جاننے والے کسی عالم سے دریافت کر کے تمام شرعی مستحقین تک ترکہ پہنچایا جائے، اس حکم کی خلاف ورزی کے نتیجے میں بہت سی دنیاوی مشکلات سے بھی مسلمان دوچار ہو رہے ہیں، مثلاً غیر مسلموں کی طرح بہنوں، بیٹیوں کو ترکہ نہ دینے کے

رواج کی ہی یہ نحوست معلوم ہوتی ہے کہ غیر مسلموں ہی کی طرح مسلمانوں میں بھی جہیز اور تلک جیسی برائیاں عام ہوتی جا رہی ہیں اور اس کے نتیجے میں بہت سی جوان لڑکیاں رشتوں سے محروم رہ جاتی ہیں، اور پھر بعض تو اخلاقی خرابیوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں؛ بلکہ غیر مسلموں تک سے شادی کر کے اسلام سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔ (اعاذنا اللہ منہ)

لڑکیوں یا بہنوں کی شادی بیاہ میں ہونے والے اخراجات سے ان کا ترکہ میں استحقاق و حصہ ختم نہیں ہوتا اور نہ جہیز دینے سے ترکہ والا حصہ ادا ہو جاتا ہے؛ بلکہ ترکہ تو حساب لگا کر انہیں ان کا پورا پورا حصہ دینے سے ہی ادا ہوگا؛ ورنہ شرعاً وہ ان لوگوں کے ذمہ باقی رہے گا، جنہوں نے ترکہ نہیں دیا اور خود بار کھا ہے۔

(ان تمام مسائل کے دلائل اور مزید تفصیلات جاننے کے لئے دیکھئے
”معاشرتی مسائل“ شائع کردہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام۔ ندوۃ
العلماء لکھنؤ اور ”موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل“ شائع کردہ
مکتبہ حرم۔ لکھنؤ)

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو تمام شرعی احکام پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت کی فکر نصیب فرمائے۔ آمین۔